

# مرثیہ ہر سنگ بنا لعل و گہر مہر علی سے

۱۲۲ بند

## بیان شہادت حضرت حُر

۱ ہر سنگ بنا لعل و گہر مہر علی سے      باز کی نبط آسمان ہوا تڑ مہر علی سے  
 روشن ہوئے خورشید و قمر مہر علی سے      میں گوش اختر میں اثر مہر علی سے  
 گل خاک سے اور لعل ہوئے سنگ پیدا      اس ہر کاسے میں ہر اک رنگ سے پیدا  
 ۲ ہر سنگ کو باقت کیا مہر علی نے      قطرے کو شرف دُر کا دیا مہر علی نے  
 بخشی مر و انجم کو ضیا مہر علی نے      خورشید کو بیعت میں لیا مہر علی نے  
 قطرے سے گہر، خار سے گل ہوتے ہی پیدا      صدقے سے علی کے جزو گل ہوتے ہی پیدا  
 ۳ شیرازہ آبرائے دو عالم یہ ولا ہے      جس نے کیا خاک کو آدمی کو آدمی ولا ہے  
 آتش کی ولا جس سے ہے محکم یہ ولا ہے      دم بدم کا ہر صحران سے ہر دم یہ ولا ہے  
 ہوئے ہی ولائے اسدا اللہ سے شیری      پانی بھی ہے دریا کا اسی جاہ سے شیری  
 ۴ ہے شرع میں جہلیت اسی حیران کی حالی      جس نے کیا اقدار ولائے سہ عالی  
 انسان بھی ہیں رہتی اسی ستم سے جلالی      دوزخ میں بھرے جا رہے گے حوا کی سے ہی خالی  
 اللہ کے الطاف ہیں یہ اپنے نبیؐ پر  
 معیشت رسولوں کو کیا سخت علیؑ پر

۵ مردہ ابھی زندہ ہو یہ قدرت ہے علی کی (مطلع) خود کفر پڑے کلمہ یہ نبیت ہے علی کی عصیان کرے تو یہ ہدایت ہے علی کی  
 سمجھا کعبہ جو حیدر کے شرف کو سجدے کا ہیں حکم ہوا اُس کی طرف کو  
 ۶ تائید علی نور کے نار سے پیدا تریاق ہر زبردہ بن مار سے پیدا ہے صدق سراسر می گفتار سے پیدا اب بھٹے کی تجسین کئے حصار سے پیدا پڑھے سند قول اگر کوئی کہ کیا ہے افسانہ چاؤشن سیاہ شہد ہے  
 ۷ مومون حضرت کفار سے نکلا! یہ نور دی اور ہے جو نار سے نکلا! یا قوت چمکتا ہوا کسار سے نکلا! دین کفر سے چاند آبر سے گل خار سے نکلا  
 ۸ علی آمد جبریل ہے مرسوت ہی کو (مطلع) اب تک نہیں یہ آرزوئے حیدر کسی کو کیا آمد سلمان ہے چندیدہ منی کو تفریح عجب ہوتی تھی احمد کے وحی کو دیکھو تو ہر اول کے خطا کو جہیں کو اب ہے یہ خوشی آمد ہر کی شہریں کو  
 ۹ آواز مبادک کا ہے سخن نوح خدا میں آمد ہے ہر اول کی سیاہ شہدا میں تقرب ملاقات ہے سلطان و گدایں مصروف ہے ہر شکر یرب ہدایں  
 ۱۰ جنت میں جہنم سے خدا لانا ہے حر کو جلوہ سخن و باطل کا نظر آتا ہے حر کو جہنم میں خلا کر کے پندرنا ہے حر کو رقصاں جہی جن خلد کا دکھلا ہے حر کو  
 ۱۱ مگر ہام ہے کیوں شہر کے غلاموں کی آڑ ہے داخل ہے غلاموں میں جہنم سے یہ حسد ہے

۱۱ جبریل صفت وحی خدا کو نہیں لایا پڑا سر بھی ہے اللہ کا بھیجا ہوا آیا گرجی نہیں پائی تو اسام ہے پایا وال سدرہ کا سایہ یہاں زہرا کا ہے پایا جبریل امین یہ نہیں پڑ سدرہ نشیں ہے  
 ۱۲ سلمان کا اور حشر کا شرف ایک ہے یہاں پہلے تھا غلام ایک یہودی کا وہ ذوی شان پڑا دے کے یہودی کو زور و قیمت سلمان سلمان کو تیر بڑے لیا اور دیا ایمان اللہ سے شرف حضرت سعید اڑنی کا یہ بندہ بے زر ہے حسین ابن علی کا  
 ۱۳ ہم دست کشادہ ہے حُر سید آفاق یعقوب ہم آنوشی یوسف کا ہے مشتاق خورشید کو زورے کی جدائی ہوئی ہے شاق وال کوشش طاعت ہے یہاں بوش اخلاق دریا کی طرف چاہ تو قطرے کی عیال ہے یاں بجا امامت بھی سونے قطرہ رواں ہے  
 ۱۴ فرش رہ حُرنا عبید اللہ وفا ہے سجادہ حُر، جادہ تسلیم و رضا ہے فرسودگی پا کا ڈراں راہ میں کیا ہے گمر سے چلے ہر بر مونا ب پا ہے سید صاحبی رستہ سونے درگاہ خدا ہے یہ راہ علی راہ نبی راہ خدا ہے  
 ۱۵ آقا کے عزیز و رفقا، حشر کے ہی مداح چہرہ ہے کہ قذیل ہدایت کی ہے مضیاں آنکھیں ہیں در معرفت خالق فتاح مژگان رسا اس در عرفاں کی ہی مفتاح باہم پلک و چشم کی کیا جلوہ گری ہے پڑ کھوئے سر حور پر استادہ پری ہے  
 ۱۶ تصویر کے کھنے میں ہے مجھ کو بید طولی معنی ہیں مرے نقش بقا لفظ ہے مولا صنعت کا چین تختہ کا تقدیر ہے بھولا منصف کو ہتر مانی و ہر زاد کا بھولا مصروف رخ صر کے نفاکے میں جو اب ہوں گلچین ہمار چین قدرت لرب ہوں

۱۷ اک سبلی اور اک آئینہ اک آب اور اک خواب  
ان چاروں میں پیدا ہے نظیر رخ پر تاب  
بے آن کے زمانے میں مثال ان کی تابیاب  
خورشید جہاں تاب جہیں دیکھ کے بے تاب

خم صر کی جہیں ہے آؤب سرور دین سے  
یہ سجدہ طلب ہے فلک ہفت جہیں سے

۱۸ اس مٹھت رخسار کی اخلاص ہے تفسیر  
اس حسن کے دفتر میں فقط عشق ہے تحریر  
اس ماہ میں ہر شہر مرداں کی ہے تویر  
اس باغ میں ہے بوئے گل حضرت شبیر

اک ذرہ جو ہر اس رخ رنگیں کی ضیالے  
عیسیٰ گل خورشید سے پھر عطر نکالے

۱۹ رمز مشرہ دیدہ تر عقل نے جانی  
اک چشمے پہ دو ابر کرم پیتے ہیں پانی  
جہن کی تیر محراب صرم اشک فشانی  
اس چشم پہ بینی کا کھلا راز نہمانی

کیا ابروؤں کے بیچ میں بینی کی ضیاء ہے  
ماہین دو قبیلہ علم دیکھے خدا ہے

۲۰ ابرو کی کجی راستی طاعت و تقوا  
سیدہا یہی محراب عبادت کلمے نقشا  
پلکیں نہیں دیر و زبر سے مردم بینا  
قدسی پئے طاعت میں پس و پیش صف آرا

یہ پتلیاں دو سجدہ گہر خاک شفا ہوتے  
ہم رنگ حرم میں کہ ملک ناصیہ ساہیں

۲۱ ہے برق نگہ اور شعاع رخ انور!  
یاں بال و پر مرغ نظر جتنے ہیں یکسر  
سر سبز مگر شہرہ عارض ہوا کیونکر  
اس تابش رخسار سے عاشا نہیں باور

یہ گرد رخ سرخ نہیں خط سیر ہے  
خاکستر نور شکر اہل نوحے سے

۲۲ برخواستہ رخ پر صفت سبز نہیں عاشا  
آئینے سے جو ہر ہیں اٹھے ہر تماشا  
ہائے نے بھی مضمون اسی خط کا تراشا  
مطبوع عطا رہے یہ بے حد و تماشا

خط اپنا بھی خورشید نے دکھلا یا تھا پڑھ کر  
اک روز ان گردوں میں اسے دکھ دیا پڑھ کر

۲۳ دیکھیں یہ رخ تازہ جو آئینہ اٹھا کر  
آئینہ کے قالب میں پڑے روح سکندر  
عکس خط آئینت لب جہاں بخش ہے یکسر  
زندہ صفت کر گئے شب تاب ابرو ہر

تقریب خط و پیاہ ذوق ہر شہر رہا ہے  
لوا بر کرم چشمہ جہاں سے اٹھا ہے

۲۴ کیوں لب بلب اور صاف لب ہر نہ ہوشور  
لبیک سنائے لب کو تر سے جسے حور  
تختی لبیک شراکت لب شبیر کی منظور  
ہفتم سے لب نہر پہ پانی سے رہا دور

لب دیتے ہیں گویا خیر غیب جہاں کو  
گویا جو نہ ہو لب کوئی پائے نہ وہاں کو

۲۵ مضمون دہن غیب میں ڈھونڈ کے لایا  
صانع نے فراخ اس رخ انور سے جو پایا  
تصویر کہ ہر نظر ستمانی اٹھایا  
یعنی کہ نظارہ کروں کیا کیا ہے بنایا

سکھونہ دہن نقطہ یہ صانع نے دیا ہے  
جو نقش کہ تحفہ نقا، نشان اس پر کیا ہے

۲۶ وصف در دندل میں دہن کرتا ہوں اب وا  
بن جائیں جو گوہر مرے دندل تو عجیب کیا  
ہم تخم فشانی میں تصور اگر اسے کا  
ہر کشت میں گوہر ہونے دانہ ہوں پیدا

ہنگام تبسم نظر آئینہ پر گر جائے  
جو ہر کے عین کو تیروں سے آئینہ بھر جائے

۲۷ گوشانہ بنا صورت انگشت سراپا  
پر عقدہ تملعت دو گیسونہ کیا وا  
ہیں گوش دوات اور قلم موہیں مہتیا  
مالک ہیں سفیدی و سیاہی کے کئی کیا

لو گیسوں کے شبہ میں ہم آج تلک ہیں  
یہ کا زھوں پر اعمال کے کاتب دو ملک ہیں

۲۸ پر صر کے عمل پر تو خط غصوبے بالکل  
یہ روح بھی بے ربط ہے ہنگام نامثل  
کیا حلقے ہیں، کیا بال ہیں، کیا دوز نسل  
کونین ہے پابند دوز بخیرہ کا گل

حلقوں سے جو گیسو ہر تن چشم بنا ہے  
منظور نظر چشم منور کی ضیا ہے

- ۲۹ رو کی تھی جو غازی نے عنانِ شہِ ذی شال لہا نکھوں میں اب اشکِ ندامت ہے طوقاں  
ان کشتیوں کا نوحِ ہدایت ہے نگہیاں چوبِ کفِ ملاح ہے بینیِ دَرخشاں  
ہر چشم کے گوشے سے یہی ٹوکھو صد ہے  
بالیوں نہ ہونگا کہ در تو بہ کھلا ہے
- ۳۰ ہر نختِ بحر میں عجب آنکھوں کی ضیاء ہے پروانوں نے حلقے ہیں چراغوں کو لیا ہے  
رضواں نے پیامِ آمدِ حشر کا جو دیا ہے حوروں نے چراغوں لب کو ٹرپہ لیا ہے  
طوفان کا ان کشتیوں کو ڈر ہے نہ غم ہے  
یاں بیچ میں اشکِ غم سرد کا قدم ہے
- ۲۱ کیا گردنِ وسیتہ کی کمرِ رفت و فرکت یاں شوقِ شہادت ہے وہاں سیر کی الفت  
اور ہاتھوں کا کیا پوچھنا اللہ کی قدرت دامنِ حسین ان میں ہے اور دین کی دولت  
سمجھو نہ کرن بس اسی پنجے کی ضیاء سے  
خورشید نے پتھر لیا چہرے پر حیا سے
- ۳۲ روشن ہو جو لطفِ کراہتینہ کے اوپر بانوں کی طرح دکھ میں کٹیں گے ابھی جو ہر  
ہے غنچہِ فروس شکم، نافِ مُعطر یا سوزنِ قدرت کا ہے یہ حلقہِ خوشتر  
یہ حلقہ سوزن ہے تو رشتہ یہ کمر ہے  
شیرازہ اجڑائے بدن اس کا ہنر ہے
- ۳۳ اور کوہ کی ہے پائے مبارک سے نسبت جیسے کہ فراد اور قرار ایک بصورت  
کسار پہ تو زلزلے کی رہتی ہے آفت لغزش ہے نہ جیش ہے انھیں تالقیات  
ثابت قدم ایسی بھی نہیں زیرِ فلک ہیں  
جس راہ میں یہ اب ہیں حشر تلک ہیں
- ۳۴ ہے اسلحہ حشر، کدھر پائے ظفر ہے نیزہ قدر اور خود سید فتح کا سر ہے  
اب روہے کہاں آنکھ زلزلہ، پتلی سپر ہے ناوک ہے زباں، بدنگ تیغ کمر ہے  
چار آئینے یہ فتح کے ہیں چار عناصر  
وہ چار عناصر ہیں یہاں حافظ و ناصر!

- ۳۵ تپتی میں نظر آتا ہے بوس کا نقشا لیکن سپر چہرے وہ پتلی کہ کہوں کیا  
دیجھے جو اسے صاف رخِ فتح ہو پیدا یہ روزِ ازل سے ہے رفیقِ شہِ والا  
حفظ ان کے لیے فرشتے لے کر تلک سے  
حُص کے صغر سن کی سپر ایک فلک ہے
- ۳۶ آسان نہیں جو وصفِ کمال آج کریں ہم اک چہ نہ دو چہ چہل سال بھی ہے کم  
پر ہے مہ نو اور کرن تیر شہِ روم مشرق سے اکھٹے ہیں تو مغرب ہی میں ہیں دم  
جو تارِ مشرہ بہر مدد مد نظر ہو  
لے جائیں یہ تیر اور پلک کو نہ خیر ہو
- ۳۷ حُر کو ہنر تیر و کماں یا وہیں دل خواہ ہے دست کماندار مہ نو یہاں کوتاہ  
گو مشق کمانداری اسے رہتی ہے ہر ماہ زہ کر کے کماں کو یہ مقابل ہو جو ناگاہ  
اک شب مہ نو آئے کماں کھینچ کے آگے  
اور لہر دو ہفتہ نو سپر چھوڑ کے بھاگے
- ۳۸ کیوں تیر کے پتے سے شش و پنج نہ پائے یہ ہفت فلک کو ہدف اک بار بنائے  
الزام کماں سے مفراس پر بھی نہ پائے کھینچ کر یہ کماں بند رہے ہشت بنائے  
شہر ہیں وہاں ہفت فلک سرور وال سے  
یاں ایک ہدف کی ہے کمی حکم کماں سے
- ۳۹ فرمانِ شہِ فتح ہے شمشیرِ دلاور آتشِ نفس و شعلہ شہِ شرعاً عقدہ پیکر  
ہے دستخطِ فتح پر اک فقرہ جو ہر بیخط ہے ہیام اس کا لاف ہے برابر  
خط سے کوئی شے چاک ہو یہ حرفِ غلط ہے  
پر جلد بدن پر زے جو کرتا ہے بیخط ہے
- ۴۰ گر خنجر جو معرکہ آرائی پر آئے تیغ مہ نو شہر کی سب کو نظر آئے  
لاغر یہ فلک ہو کہ نہ ڈرے سے برائے انجم کی زرہ اس کے بدن سے آئے  
خنجر کبھی نکلا تھا سو گری کے سبب سے  
زرہ، یرقاں، تپ، شہِ خاور کر ہے تپ سے

۲۱ چار آئینہ کی کتب میں ہوں شتدر و ناچار  
 عینک کے پرچشمے ہیں عناصر کے لیے چار  
 یا چار فرشتوں کے ہیں یہ طالع بیدار  
 ہے چار طرف روشنی خالق غفار  
 چار آئینوں کی پشت میں تن کی جو ضیا ہے  
 آئینہ دو رویہ ہر آئینہ بنا ہے  
 ۲۲ مددِ مسلم حضرت عباس قدس قریب پاک  
 سب فوج خدا سایے سے جس کے فوج ناک  
 اڑتا ہوا آتا ہے ادھر تو سن چلاک  
 جیسے طرف عرش براق شہِ لولاک  
 وال قرب خدا کا تھا یہاں نور خدا کا  
 وال ساتھ تھا جبریل کا یاں بخت رسا کا  
 ۲۳ کیا منہ جو بلائیں سوئے جو ہاتھ اٹھائیں  
 اب فالطہ کے ہاتھ ہیں اور جو کی بلائیں  
 دیتے ہیں نئی لاکھ زبانوں سے دعائیں  
 اب وقت وہ پہنچا ہے کہ شریفینے کو جائیں  
 سکّانِ فلک میں نہ خدا حق کے کم سے  
 لیٹے ہیں رکابوں سے ملکِ اخروی تم سے  
 ۲۴ پر کھوسے زبرد کے سرخو پہ ہیں جعفر  
 ہیں دوش پر ہاں غفلوں کو رکھے حمزہ و حیدر  
 موشیٰ یدِ بیضا پر دھر سے ساغر کوثر  
 عیسیٰ ہیں لیئے مائدہ رحمتِ داوود  
 جبریل کی یہ چار طرف نعرہ زنی ہے  
 "جو بختی پی بختی پی بختی ہے"  
 ۲۵ سیدانیاں بچوں کو لیے در پہ ہیں استاد  
 خیمہ سے عماحقائے نکل آئے ہیں سجاد  
 بن نام لیے عمر کا ہونے جاتے ہیں سب شاد  
 چلاتی ہے فقہ کہ یہ ساماں ہے خدا داد  
 آقا مرالینے کے لیے جاتا ہے لوگو  
 حُر آتا ہے، حُر آتا ہے، حُر آتا ہے لوگو  
 ۲۶ یاں غل تھا کہ والِ عربی قریب آپ کے پہنچا  
 بالائے زمیں گاڑ ڈیا نیزے کو اک جا  
 اور بانڈھ کے نیزے میں غناں گھوڑے آرا  
 عمامہ کیا سر سے جدا، پاؤں سے موزا  
 رخسار پہ ہاتھوں سے ملا خاکِ شفا کو  
 رو رو کے نگار دیکھنے شاہِ شہِ لولا کو

۲۷ گاہے تو قدم جذبہ الفت سے بڑھاتا  
 یاد آتی خطا اپنی تو پیچھے کو ہٹاتا  
 عباس کو ہاتھوں کے اشاکے سے بلاتا  
 گاہے یہ غمخواروں کو تصور میں سنا تا  
 قائم، مرا سرکاٹ کے سرکار میں لے جاؤ  
 اکبر مجھے شبیر کے دربار میں لے جاؤ  
 ۲۸ آقا سے کہو احسب کو تمہ تیغ بھٹاؤ  
 آیا ہے گنہ گار، سزا دینے کو آؤ  
 درہ شہِ مردان کی عدالت کا منگاؤ  
 لے لو خدا نارِ جسم سے بچاؤ  
 تعزیر اگر دو، تو عدالت ہے تمہاری  
 اور عفو جو فرماؤ عنایت ہے تمہاری  
 ۲۹ سادات کا آئینہ دل میں نے ہے توڑا  
 گرتنگ پڑیں حُر بہ قصاص اس کا ہے تھوڑا  
 ہے ہے یہ غضب، رو کا بنی زادے کا گھوڑا  
 ہے ہے سر سے سید اپنے دنیا تجھے چھوڑا  
 امدادِ مجالت سے ترزد میں پڑا ہوں  
 فریاد، رہ دوزخ و جنت میں پڑا ہوں  
 ۵۰ سرکار تری شافع محشر کی ہے سرکار  
 اور گرم ازل سے تری بخشش کا ہے بازار  
 پھر جنس ہنرے کے کدھر جائے گنہ گار  
 حُر سا تو فرو شدہ ہے اور تھرا ستر بازار  
 کس نے عوفی عفو گنہ مول لیا ہے  
 یہ رتبہ خاص اپنا تجھے حق نے دیا ہے  
 ۵۱ حیران کھڑا ہوں میں کہاں تھا کہ دھر آیا  
 گمراہ پڑا پھرتا تھا، اب راہ پر آیا  
 ایمان کے چشمے پر مثالِ حنظل آیا  
 بندے کو خدا ساتھ تمہارے نظر آیا  
 یہ عیش، یہ عزت نہیں ماں باپ کے گھر میں  
 ایمان کی دولت ہے فقط آپ کے گھر میں  
 ۵۲ فردوس و جہنم کے تو قائم کاپل سے  
 جنت ہے تری حکمت، سقر کے لئے عرش ہے  
 کہہ دو یہ غلام آپ کا اس وقت کدھر ہے  
 شبیر بیکار ہے سر سے دل میں ترا گھر ہے  
 لے تیری سفارش کو رسولِ امم آئے  
 مہمان! کھڑا رہ تیرے لینے کو ہم آئے

۵۳ سن کرینہ لڈا پور سے زینب بھی پکاری صدقہ گئی، بھینا کی بھی منگوا دو سواری  
میں لینے چلوں گی ترے جہان کو واری رستے ہی میں خلعت اسے پہنائوں گی بھاری

حُجری تو ہو وقت کہ بہن ہے یہ سخی کی  
جہان کی یہ قدر ہے بیٹی کو علی کی

۵۴۔ عباس سے کہہ دو کہ کریں پردے کا سامان ہودج کسی ناتھے پہ دھریں جلد شتر بان  
نال باپ مرے حُر پر فدا اور میں شربان مظلوم کا جہان ہے محتاج کا جہان

اب آپ پر قربان یہ ہو جائے گا آکے  
سے لوں میں بلائیں تو بھلا راہ میں جا کے

۵۵ ناگاہ دو آوازیں برابر ہوئیں پیدا زینب، تری ہمت پر فدا حیدر و زہرا  
ہودج کی سواری کی نہ رکھ آج تمنا عباس کو پردے کے لیے در پہ نہ بولا

لکھا ہے سوار آج جو زینب ہو تو کیا ہو  
نے اونٹ پر حمل نہ ترے سر پہ رد اہو

۵۶ گر لانے کو جس کے ہے سواری کا ارادہ زہرا و علی لینے کو جاتے ہیں پیادہ  
یہ اس کا ہے جہان جو گل کا ہے حوزادہ اللہ کو ہے خاطر جس سب سے زیادہ

حُر کے لیے فردوس کے در کھول دیسے ہیں  
اور عشق کی میزبان میں گنہ قول دیسے ہیں

۵۷ وال شکر سنی سے کے بڑھا حق کا وہ پیارا حُر پاؤں پہ گرنے کو بڑھا آگے قضا را  
تب شریعتیں آکے برابر یہ پکارا بشیر خیر دار یہ دشمن ہے تمہارا

سر پاؤں پہ اور تیغ سر شہ پر دھرے گا  
یہ مذہبی کرنے میں تمہیں قتل کرے گا

۵۸ انصاف کرو پہلے تمہیں کس نے ستایا یہ حُر ہے وہی حُر، جو تمہیں گھیر کے لایا  
اس وقت ہے شیریں سخن کرنے کو آیا شب تیرے لیے زہریں خنجر ہے بچھایا

عباس سے کہہ دو اسے آگے سے ہٹا دیں  
یہ یوں نہیں مانے گا اسے آپ سزا دیں

۵۹ حُر اسم کے منہ نہ کا گا دیکھنے اس آن آقا نے کہا شمر سے جاد قح ہو شیطان  
اللہ سے ڈر نہ حُر کو بہکا تا ہے نادان حُر میرا گلا کاٹے گا کاٹے نہیں نقصان

سمجھانا ہے تو جس سے کنارا کو ہٹ جاؤ  
با بارے کہتے ہیں اگلے اس کے پٹ جاؤ

۶۰ تب دوڑ کے قدموں پہ گرا حُر خوش اوقات موزے پر بلا آنکھوں کو رو کر کہی یہ بات  
سختا کہ گنہ گاروں کی ہے شرم ترے ات "اؤر کئی والعفر"، میں شرم نہ ہوں بہت

شر نے کہا جب تو نے دوسرے قصہ کیا تھا  
میں نے بھی خدانے بھی تجھے بخش دیا تھا

۶۱ پر تھا سے رکاب فرس حُر وفا دار فرمایا کہ رے بھائی تو گھوڑے پہ ہو سوار  
حُر نے کہا آقا نہیں میں ہوں گا گنہ گار شہ بولے ایسی میری خوشی ہے کہ نہ کر انکار

در گاہ الہی میں تری قدر بڑی ہے  
زہرا ترے مرکب کی عمال تھامے کھڑی ہے

۶۲ حُر بیٹھ کے گھوڑے پہ یہ بولا شہ دی ہے تم چاہو جسے عرش پر لے جاؤ زمین سے  
آیا جو در خمیر پہ وہ راہ یقین سے جارو ب دی پلوں کا سجدہ جس سے

حُر کا در سادات پہ کامل ہوا رتبہ  
سلمان کا، جبریل کا حاصل ہوا رتبہ

۶۳ کی بدلیں کی کشتی حرم شاہ نے تیار خوش ہو کے سکینہ نے دیئے گوہر شہوار  
نعلین لے آئی وہیں کاشم خوش اطوار کشتی پہ رو ڈال دی زینب نے پھر کیا بار

فقہ سے کہا تحفہ یہ حُر کے لیے ہے جہا  
کہنا مرے حُر سے کہ حُر جوں نے ہے جہا

۶۴ کشتی لیے جہاں کے حضور آئی وہ خوش ذات حُر بولا کہ یہ کیا ہے؟ کہا تحفہ سادات  
زینب نے بھی دروازے سے آکر یہ کہی بات بھائی نہ تو اسخ تری کچھ ہو سکی بہت بات

یاں لا کے فلک نے ہیں نادار کیا ہے  
اس وقت جو موجود تھا، وہ بھیج دیا ہے

۴۵ حُسنے کہا، اسے قبلہ اربابِ سخاوت چادر کے عوض تو مجھے دو صلہ بہشت گورہ کے بدلے آروئے روز قیامت غلامی کی حاجت نہیں بڑھلے بیعت

کھانے کے عوض ترشہ راہِ اُحدی دو

پانی کے عوض آپ حیاتِ ابدی دو

۴۶ زینبؓ کی سخاوت کون یا سحر کی تمنا الفت ہے ہم مادر و فرزند کی پیدا

حرانہ سے کتنا تھا: یہ درجہ دو وہ درجا وہ کتنی تھی یہ بھی دیا وہ بھی تجھے بخشا

غل تھا کہ سخی فاطمہؓ کی بیٹی کو پا کر

کیا لڑ میں حراج پڑا ہے ادھر آ کر

۴۷ تاکہ پئے تسلیم جھکا شاہ کا شیدا رو کر کہا زینبؓ نے یہ کس بات کا مجھنا؟

وہ بولا کہ اب ہوں گانشا کسیر مولا سب درجوں سے پہلے ہے شہادت کی تمنا

زینبؓ نے کہا: سر یہ یہ الزام نہ لوں گی!

سب کچھ تجھے دوں گی یہ رضائن کی ندوں گی

۴۸ ہے دھوپِ غضب، سایے میں دم سے مرے جمالِ خیمہ میں رفیقوں کے تو آرام کراں اس آں!

ہم دونوں بہن بھائی ہیں بس کس تو نہیں جانِ زہ میری حمایت کو دیا اُن پہ ہو قربان

تیرے کے عوض سر کا کٹنا بھی ہے اچھا

سیدانی کی چادر کا بچانا بھی ہے اچھا

۴۹ سنتی ہوں کہ اب دو پہر سے خرچ ہو چلے گی تلوارِ پیمبر کے کلیجے پر چلے گی!

مٹھد مرے بھائی کی مرے آگے چلے گی تو ہو گا تو چادر مری یہ فوج نہ لے گی

محشر کو یہ کتنی ہرئی اُٹھوں گی کھڑے

پردہ مرا آفت میں رہا مگر کی مدد سے

۵۰ حُسنے کہا، ہر طرح سے شکل ہے مجھے ہائے بہتر ہے یہی پہلے سراں بندے کا کٹ جائے

شہزادی ہو سرتنگے نہ آقا پہ بلا آئے سرپیٹ کے زینبؓ گری اور بولی کہ اے واٹے

بے چین ہے حشرِ حق میں فردوسِ عِلّاکے

سیدانیہوا زینبؓ کو مہمان کو آ کر

۴۱ اشد گمبیاں، ہر اک بی بی پکاری آقا سے کہا حُسنے بعد نالہ و زاری

اب آخری اک کڑی ہے سخاوت میں تمہاری آنا نہ اٹھانے کے لیے لاشیں ہماری

فاقوں میں کہاں ڈھونڈتے مرے کو پھر وگے

تڑپے گی مری روں جو شش کھلے کرو گے

۴۲ شہ نے کہا لپٹا کے گلے کو مگر کیا کیا فاقوں میں کم ہو گئی رحمت بھی برادر

شبیخہ ہے عباس ہے قاسم ہے اور اکبر یہ سب تجھے کا ندھے پر اٹھلائیں گے مل کر

اے حور ترے مڑوسے کے تو وارث نہیں کم ہیں

جس کا کوئی لاش نہ اٹھائے گا وہ ہم، ہم

۴۳ یہ سنی کے چلا مگر تو نہیں شہ کی پکاری کچھ مجھ سے بھی کتا ہوا جا میں ترے واری

مڑو لاکہ تمنا کی کا تم دل پر ہے طاری اُس فوج میں گونا دو زور ہے ہماری

پر بے کس دہے یا رہے یہ اہلِ وفا ہے

اب آپ جو امانی ہیں تو ماں مگر کی سخا ہے

۴۴ مڑوسے پر بھی میرے وہ نہیں آنے کی حاشا پر آپ سلامت رہیں پر وہ ہے مجھے کیا

لاش امر آئے تو کنیزوں سے یہ کہنا ماتم مرے لاشے پر کریں باندھ کے حلقا

مشور نہ بے کس یہ غلام آپ کا ہو گا

عزت مری بڑھ جائے گی نام آپ کا ہو گا

۴۵ غصے ہوئی شفقت کے سبب دستِ زہرا فرمایا کہ اے حرا! میں بے درد تو سمجھا

ہے لوٹریوں کے رونے کا دستور بھلا کیا تیرے لیے سیدانیاں سر پیٹیں گی اپنا

اے حرا! تجھے مرنے پر یہ احوال کھلیں گے

لاشے پر ترے فاطمہؓ کے بال کھلیں گے

۴۶ ہے فاطمہؓ کے چھوٹے بڑوں پر تو احوال کلام سراپا کرے گی لاشیں پر مریاں

گبر مری ہونے کی تری لاشیں پر قربان چھاڑے گی سیکھتے مری تنہا سا گریاں

تا عرض بریں نالہ سادات اٹھے گا

اصغر کا بھی ماتم میں ترے بات اٹھے گا

- ۷۷ عباسی ہلاویں گے تری لاش پر رومال رخ اپنا تیرے خون سے اکبر کریں گے لال  
پونچھے گالوں زخموں سے خود خاطر کا لال چوگر دھوم دھوموں گے سب کھولے ہوئے بال  
میں روئل گی اور شاہ ام روئیں گے تجھ کو  
زہرا کی ندائی کہ ہم روئیں گے تجھ کو
- ۷۸ حزنے کہا: اللہ یہ ہے قدر ہماری تحصیل شہادت کا ہوا و لو کہ طاری  
توسن کو کیا گرم سوئے فرقتہ ناری جاتے ہی غلط تیغ کا فرماں کیا جاری  
تھی ایک زباں تیغ کی لیکن میں بیاں دو  
یا بیعت مولا کرو یا حرب میں جاں دو
- ۷۹ تھی روح جو ملک تن کفار میں عامل اور قرینہ ہر سینہ میں تھی شہمنگی دل  
اعضا و ریس ان کی رعیت میں تھے داخل سب قسط رسانی عبادت میں تھے داخل  
اک اک پر دو دشتک ہر میدان و غاکی  
اک تیغ شہر بار کی اور ایک قضا کی
- ۸۰ پلکوں کے رسلے گئے سب بظن اس دم تھے پانچ جواں بچہ کے دستے میں جو باہم  
یک دست گرے کٹا کے تہ تیغ شہروم باقی جو رہے اور سوا غسل بچہ تہ  
صفت مثل پلک ذریعہ پر پیش ٹکھ تھی  
شہنہ تھا نہ عامل نہ رعیت نہ بیہ تھی
- ۸۱ موج دم شمشیر کی دیکھی جو روانی دہشت سے زہر پوشوں کا زہرہ ہوا پانی  
آساں رہائی بدن بزم سے جانی ہر حلقہ بوشن کی کڑی قید نہ مانی  
یوں صاف زہرہ سے تھا رواں زہرہ عدو کا  
جس طرح گرے مجال سے پانی لب جو کا
- ۸۲ تھا بخت ترقی ظفر تیغ سے پیدا وہ اک قد نیزہ سیرا عدل سے بھی بالا  
بے وجہ تہرناک تنزل نہ تھا اس کا غول پر کھینچی تھی دامن صحر سے وہ اپنا  
مگر تاج سبط شہ لولاک نہ ہوتی  
جو دامن محشر وہ کبھی پاک نہ ہوتی

- ۸۳ بیکار ہراک دست پر تھا دم پیکار سالوں کی طرح خشک ہوئے بچہ کفار  
تھا مثل رکابوں کے تھی قاب اسوار اور سم سے تھے ناؤں کی خود رفتہ کماندار  
اک نمر زہرہ پوشوں کے غول کی جو رہی تھی  
موجوں کی طرح آپ زہرہ کا نپ رہی تھی
- ۸۴ ترکش میں عدو ڈھونڈتے تھے نیزوں کو بہار زہرہ کرتے تھے نیزوں کو کمانوں میں ستم گار  
گہر جلتے سپر روکتے تھے چہرے پر تلوار تیغوں کی جگہ ڈھالوں کا کرتے تھے بھی دار  
دہشت سے سپر گئی تھی شمشیر سے پہلے  
باغیچہ کمال چھوٹی تھی تیرے سے پہلے
- ۸۵ اک دوش سے سرگرتا تھا اک دوش سے پاں حال ڈر کر ہوئے کاندھوں سے ہوا کا تپ اعمال  
کیا مقصدی خوش ہنڈہ کا کہوں حال حسد مورچہ کبیر صفت مورچہ پانہال  
خواہیدہ آغوشیں لہجہ جاگ رہے تھے  
کشتے صفت ریگ رواں بھاگ رہے تھے
- ۸۶ جن کا کہ قوی کہہ سے تھا زور میں پایا لاغر یہ انھیں تیغ کی پھینبت نے بنایا  
مغفر نے شکاف ایک ہی گرتیغ کا پایا موزوں کی طرح پاؤں سے پھر خود اترا آیا  
آدھے جو بدن ہر گئے تھے تیغ کے ٹرسے  
باہر تھی زہرہ تن سے مگر بند کر سے
- ۸۷ اندری ضرب دم تیغ خرد افشاں کتنے میں زمیں از عیش میں جن ثروت یں انساں  
کسار و بچار و فلک شہر و نیاباں پڑ پڑ لڑا پڑ غلغلہ پر شور و پڑ افشاں  
اک گرنے جو میدان کی لاشوں سے بھرے تھے  
ہے زہرہ علی ایشیت پر ہاتھ اپنا دھرے تھے
- ۸۸ جب پشت ہوا حوصلہ کفار کا سارا جزو کو فریب اور کچھ ہو سکا چاروا  
اک غول سوئے خیر شہ آکے پکارا اے شہر مبارک ہو کہ شمشیر کو مارا  
جس کو سر ریخت کی روا یعنی ہو آئے  
اس خیر میں اب آگ سے دیجا ہو آئے



۸۹ شے کو جلا دو درہل فسخ بجاؤ عیاشی اور اکبر کے لیے بیڑیاں لاؤ  
مختار بوسر کا ٹوک زنجیر پنھاؤ چاہو جہاں سادات کو سرنگے پھراؤ

لو دیکھو یہ نیزے پسر شاہ زن ہے

وہ بھائی کے لاشے پر پڑی شش میں ہے

۹۰ امداد کا یہ وقت ہے ہمت کو نہ بارو سیدانیاں بے وارثی اب ہو گئیں بارو  
جو لوٹ کی رکھتے تھے ہوں ان کو پکارو اصغر کی بھی سب ہنسلیاں منت کی انارو

اس وقت نجی ناظر آفت میں پڑے ہیں

ہم بیچ میں گھر سے ہوئے شیروں کو کھڑے ہیں

۹۱ حُر سے کہو کیوں لڑتا ہے اسے گئے شیر لوتے یہ اگر بیروں کو تو بخش دو تقصیر  
یہ بھی ہے تمہارا ہی بندو کچھ اسے تعزیر سمجھاؤ کہ پھر ہے وہی منصب وہی جاگیر

نیزے پر اسی کے رکھو شبیر کے سر کو

صاف اس کی طرف سے کرو بھانکے عر کو

۹۲ اسی غول کا تو آہ یہ آوازہ سنانا یک دفعہ یہ سب فوج کا تقارہ بجانا  
اور صحر کا وہ گھبرا کے ادھر منہ کو پھلانا بس منہ کو پھرا کر سناں پشت پہ کھانا

غل اٹھا وہ مارا وہ لگی برچی قضا کی

جربولا: دغا کی ارے ملو تو! دغا کی

۹۳ آقا کو پکارا، مدد ملے حق کے فدائی بے ساختہ دوڑے شہر دین تاب نہ آئی  
زینب نے کہا: میں بھی چلوں لاشے پر بھائی؟ شہر سے ابھی ٹھوڑا لاشہ کی بجائی

تب جاؤ تم خاک اڑاتی ہوئی سر پر

جب برچی لگے گی علی اکبر کے جگر پر

۹۴ القصد اٹھالائے اسے گود میں آقا دامن سے غبار اس کے رخ پاک کا پونچھا  
اور ماتم حروفِ خدا نے کیا برپا عربان کیا قاسم و اکبر نے سراپنا

خون جگا آنکھوں سے بہانے لگے عباس

دامانِ علم منہ پہ ہلانے لگے عباس

۹۵ ناگاہ شہر دین سے کہا کرنے یہ برو کر جیتنے ہیں عزیز آپ کے لئے بدبلا پھیر  
کہہ دو سرے بالیں پہ کھڑے ہوں وہ برابر حسرت سے پھروں لوتنا ایک ایک قدم پر

شہر نے کہا، مہمان! تیرا دھیان کدھر ہے

والوئے رسولِ عربی پر ترا سر ہے

۹۶ یہ سن کے ہوا داخل رحمت وہ خوش اقبال زینب نے صدا ڈیڑھی سے ہی شکر کہنی نکال  
تو زینب گواہ ملے نبی و قاطرہ کے لالان زینب ترے مہمان کے لیے کھولتی ہے بال

پیدا نہ وفادار کوئی ہوئے گا حشرِ خدا

میں حُر کے لیے روتی ہوں تم دو مجھے پراسا

۹۷ یہ سن کے گسے لاشہ سو پر شہر ذی جاہ اور مرثیہ حرم میں کئی شعر پڑھے آہ  
مضمون سے یہ اس کا کہ یہ فرماتا تھا وہ شاہ دانش خوشا حُر کہ بڑا صبر کیا واہ

ہر سمت سے نیزے ہر نئے پارا کی جگہ سے

پر جھک کر یہ دیکھا کیا الفت کی نظر سے

۹۸ والدہ خوشا حُر، مزایا پیرا، مزایا پیرا جس وقت حسین اس کو مصیبت میں پکارا  
بے کس کی مدد سے نہ کیا اس نے کنا خود نیک تھا سونیک کی خاطر گیا مارا

جان اس پر تصدق پسر خیر نسا کی

یہ بندہ ہے وہ جس نے مدد کی ہے خدا کی

۹۹ حق نانا کے کلمے کا ادا اس نے کیا ہے کیا ساتھ محمد کے نور سے کاویا ہے  
جو دین کا تیرہ تھا وہ پہچان لیا ہے اسی مُردے کے پھرے پہ عجب لڑو ضیاء ہے

میں سستا ہوں جس طرح سے روتی تھی یہ زہرا

مظلوم کے فدیے پہ خدا ہوتی تھی زہرا

۱۰۰ والدہ خوشا حُر کہ یہ پیاسا ادھر آیا اور پانی کا قطرہ بھی ضیافت میں نہ پایا  
والدہ خوشا حُر کہ فقط نیزہ تو کھایا اور بھوک میں یہ دھیان بھی کھانے کا نہ لایا

چلانا تھا لاشہ کہ سخی تم سا کہاں ہے

اب حصّہ حُر کو تو و گلزارِ جنات ہے

- ۱۰۱ اب آگے یہ راوی نے تحقیق ہے لکھا  
مقتل میں رکھا شاہ نے لے جا کے وہ لاش  
اور تیغ و سپرے کے بڑھا شکرا اعدا  
تا عصر قلم ہو گیا سب گلشنِ زہرا  
اللہ پر شبیر تصدق ہوئے رن میں  
اُمت کے لیے بندھ گئے سادات رسن میں
- ۱۰۲ میدان میں مقام اہل جہانے کیا اک شب  
اور فوج میں مجبوس ہوئے اہل حرم سب  
بے گورتھے شبیر نظر بند تھی زینب  
تھی شکر کی تاکید کہ روئے نہ کوئی اب  
سر پٹیں گے تو اب سر سادات کٹیں گے  
ماتم ہو کرے گا کوئی اب ہات کٹیں گے
- ۱۰۳ ناگاہ ہوا گنج شہیدان تہہ و بالا  
اور مشعلوں سے ہو گیا مقتل میں اجالا  
زینب نے سنا لاشہ شبیر کا نالا  
بولی کوئی ہووے گا نہیں پوچھنے والا  
وہ روح حسین ابن علی روتی ہے لوگو  
شاید کسی لاشے پر جفا ہوتی ہے لوگو
- ۱۰۴ سر کاٹ چکے کام بھلا لاشوں سے کیا ہے  
مردوں سے قصاص آہ کسی نے بھی لیا ہے؟  
ہے نہ محبت نہ عدالت نہ حیا ہے  
کفتانے کے بدلے یہ شہیدوں پر جہا ہے  
کیا یہ غضب ہے ہمیں رونے نہیں دیتے  
مردوں کو بھی آرام سے سونے نہیں دیتے
- ۱۰۵ بانہ نے کہا ہونہ ہوا صغر ہے بیداد  
نخاسا گلا کاٹ رہا ہے کوئی جلا د  
پھر وہ دھشکو کے پر ہتا ہے فریاد  
یہ چھوٹا باندن اور یہ جفا اور یہ روداد  
پہلے تو لگا حُرْمَہ کا تیر گلے پر !!  
اب پھرتی ہے جلا د کی شیر گلے پر !!
- ۱۰۶ کچھ سوچ کے کشتوم یہ کرنے لگی نالا  
اکبر کے بگڑ سے ہے کوئی کھیپتا بھالا  
چلائی سکینہ مراد ہے تہہ و بالا  
ہے سارے شہیدوں کو پناہ شہہ والا  
اندیشہ چچا جان کی میت کا بڑا ہے  
تہا وہی اک لاشہ ترائی میں پڑا ہے

- ۱۰۷ زینب پر قلع اور بھی زیادہ ہوا طاری  
مقتل کو بندھے ہاتھ اٹھا کر یہ پکاری  
بھیا کو کیوں روح ہے بے چین تہا دی  
آئی یہ ندا، اسے اسدا شکر کی پیاری  
پھر فوج کے صدر سے میں حسین ابن علی ہے  
اب مادرِ حرا لاشہ ہر لے کے چلی ہے
- ۱۰۸ سن کر یہ ندا یہ بولی بھی روئے لگیں اکبار  
یاں گج شہیدان میں قیامت تھی نمودار  
تھی مادرِ حرا لاش کے لے جانے کو تیار  
ہم قوم کئی عورتیں اس کی تھیں مددگار  
اغلب تھا کرے عرشِ خدا چھٹ کے زیم پر  
طنفوں سے نمک پاش تھی زخم شہہ دیں پر
- ۱۰۹ کہتی تھی کہ ذراہ اسے بگڑ حیدر صفر  
کٹوا دیا ساتھ اپنے مرے لال کا بھی سر  
کیوں بسط پیمبر ہے یہی عدل پیمبر  
برباد کیا اپنی طسرح اور کا بھی گھر  
یہ شیر جوان خاک پر اقتادہ ہے کس کا  
میں تو نہیں واقف تو جی زاہد ہے کس کا
- ۱۱۰ گر لاشہ سو سے تھی مخاطب وہ بد افعال  
کیوں ماں کو بھی ساتھ اپنے تونے دو باہر لال  
ہر جگہ لگا اب ضبط امری ملک مرا مال  
میں بھی تو ذرا دیکھ نہرا کرتی ہوں کیا حال  
لے چین سے تو سوئے گا اب سر کو کٹا کر  
رکھوں گی کہیں دوزخ لاشس کو جا کر
- ۱۱۱ لاشہ یہ ندا دیتا تھا، ہرگز نہ اٹھانا  
ملعونہ سزک ہاتھ بھی مجھ کو نہ لگانا  
اسے خار بیہ حرکت نہ آقا سے چھڑانا  
میں حق پر موا ہوں، ہے خدا عالم ودانا  
مجھ کو نہ ترا سچ نہ زوجہ کا الم ہے  
غم ہے تو بنی زبویوں کے لٹنے کا غم ہے
- ۱۱۲ رحم آیا نہ ملعونہ کو و احسرت و دردا  
پاؤں میں بردا باندھ کے اُس لاش کو کھینچنا  
فریاد کی لاش نے سوئے لاشہ مولا  
آقا میرے ادریکہ یہ مجھے دیتے ہیں ابدنا  
بیچتے ہرے عیسا دورداد شاہ ام سے  
بڑوہ یہ بیدا کرتے ہیں آقا کے قدر سے

۱۱۳ دیکھوں کہ ہے اب روح کو کیا صدمہ اٹھانا بستی سے شہیدوں کی کدھر ہوتا ہے جانا  
آفتانے ندا کی کہ درارنج نہ کھانا جب چاہیوں شہیدوں سے تو آنا

راضی بڑھارہ یہی مرضی خدا ہے

عیاس کا لاشہ بھی تریحانی سے جدا ہے

۱۱۴ اسے حُرّ جہاد ہم سے نہ ہو گا کسی عنوان دنیا کے فرشتوں کو خدا کا ہے یہ فرماں  
مغرب میں اگر دوست ہر بشیر کا ہے جاں بھٹلا کے پروں پر اسے چھیناڑے سی آں

تو بعد جہاد ہی بھی شریک شہید ہے

شکر سے ہر اول بھی کہیں دور رہا ہے؟

۱۱۵ ناگاہ وہ طعنہ چلی کھینچتی لاشا شق ہو گئے سب زخم بدن بھٹ گئے اعضا  
لائی وہاں مردے کو کہ اب قبر ہے جس جا بے رچی سے چھوڑا اسے ویرانے میں تنہا

کہتی تھی کہ اس کے لیے روحا بھی خطا ہے

صدقے جو ہر بشیر پر یہ اس کی سزا ہے

۱۱۶ منہ ڈھانپنے کو زویہ حرم روستے پر آئی اور قوم کی سب عورتوں کو ساتھ وہ لائی  
نام کیا ایسا کہ زمین واں کی ہلاٹھے سب گود کھڑی لاش کے دیتی تھیں دھائی

ناگاہ ندا آئی کہ اسے بی بی سر کو

سر کو، کہ یہاں حور و ملک پٹیں گے سر کو

۱۱۷ گھبرا کے ٹپیں بی بیوں لاشے سے تو دیکھا اک شور ہے اک دھوم ہے اک شہر ہے پرا  
قبیلے سے چلا آتا ہے اک ہودج زینا اور اس پر سیر پر دنے لٹکتے ہیں سراپا

سب فوج ملک پشت پر سر کھولے ہوئے ہے

جو حور جلو میں ہے وہ سر کھولے ہوئے ہے

۱۱۸ لاشے کے سر ہانے پر جو آئی وہ سواری سر بیٹھ کے ہودج سے تباک بی بی پکاری  
حور وہیں معلوم ہے حالت تو ہماری دوسے کی جراحت مرنے شانے پر ہے کاری

تم ہاتھ پکڑ لو، جو اٹھا لو، تو میں اتروں

پہلوئے ٹنکتے کو سنبھالو، تو میں اتروں

۱۱۹ حور و مجھے اس لاش کی بالین پر بٹھا دو زخموں کا لونے کے مرے منہ پر لگا دو  
مردے کے تلے میری زوا جلد بچھا دو اور کان میں چپکے سے مرا نام بتا دو

کہہ دو کہ عزاداروں کا سامان عزادیکھ

اُس ماں کی جنا دیکھی ہے اس ماں کی وفادیکھ

۱۲۰ حوروں نے انا را تو فغاں لب پر یہ لائی (ہے ہے) مرے صماں سے بے کس فدائی  
[میں باغ جناں] چھوڑ کے رونے تھے آئی پہچان مجھے کون ہوں میں غم کی ستائی

لاشے نے ندا کی کہ مری مرتبہ واں ہو

خاتون جناں حضرت بشیر کی ماں ہو

۱۲۱ زہر نے کہا مرتبہ واں تیرا خدا ہے محسن ہے مرا، تجھ پر مری روح خدا ہے  
تو پیش رو لشکر شاہ شہد ہے تو فخر سلیمان ہے کہ حیدر کا گدا ہے

یہ کہہ کے جو اس لاش پر [زہر نے] فغاں کی

بس نطق دیر اب نہیں طاقت ہے بیاں کی

۱۲۲ کیا خوب دیر آج تری نظم مسلسل محفل میں صفت آ رہے غم گشتہ ۳۰ قول  
سالار ہے غم، فوج ہے اشک، آہ ہر اول سائل ہو کہ اسے حیدر حسین، احمد مرسل

مخفوظ رکھو مجھ کو ہر اک فتنہ و شر سے

آزاد کرو حُرّ کی طرح نارِ سقر سے



مرثیہ ہذا بتاریخ دوم شہر جمادی الثانی ۱۲۶۰ھ ہجری (۱۸۵۴ء) بانتمتام وانجام رسید۔

۲۲ جولائی ۲۰۰۵ء ایک بکے رات